السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک عورت جس کا خاوند گم ہوجائے وہ کتنی دیر تک اس کا انتظار کرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرسکتی ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ (سائل: عبدالجبار چک نمبر 493 گ۔ ب۔ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ اگر واقعی شوہر کی گمشدگی کے بعد اس کے زندہ ہونے یا فوت ہونے کا پتہ نہ چل سکے۔ نہ اس کے ددھیال کے کسی مرد اور عورت کو اس کی زندگی میں یا موت کا علم ہو اور اس کے سسرال دوستوں اور جاننے والوں میں سے کسی کو اس کے متعلق کچھ علم نہ ہو تو اس کی بیوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور قول کے مطابق چار برس اور چار ماہ دس دن تک اس کا انتظار کرے۔ چار برس اس کے انتظار کے لئے ہیں۔ اس مدت کے گزر جانے پر اس کو فوت شدہ قرار دیا جائے گا۔ اور پھر چار ماہ دس دن بیوگی کی عدت منظور ہوگی ازاں بعد وہ بی بی اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں شرعاً مختار اور آزاد ہوگی جیسا کہ سبل السلام میں ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت کا شوہر گم ہوجائے وہ چار برس تک انتظار کرے۔ جب چار برس پورے ہوجائیں (تو گویا وہ فوت ہوچکا ہے اور اسکی بیوی بیوہ قرار پائی) لہذا اب وہ وفات کی عدت چار ماہ دس دن پوری کرے اس کے بعد وہ جہاں چاہے اپنے شرعی ولی سے مشورہ کرکے نکاح کرسکتی ہے۔" (سبل السلام ج 2)

"جناب سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جونہی عورت کا شوہر گم ہوجائے اور اسکے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مرچکا ہے۔ کہ جس روز سے اس کی خبر بند ہوئی چار برس عورت اس کا انتظار کرے۔ اور چار برس پورے ہونے کے بعد چار ماہ دس دن اپنی بیوگی کی عدت گزار کرچاہے تو نکاح کرسکتی ہے۔" (موطا امام مالک)

صحیح بخاری میں جناب سعید بن مسیب تابعی کا اپنا فتویٰ یہ ہے کہ وہ عورت گمشدگی کے ایک برس بعد اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مدت کے قائل ہیں۔

"(کہ ابن مسیب تابعی نے فرمایا کہ جب کوئی سپاہی میدان دغا میں گم ہوجائے تو اس کی بیوی اس کا ایک برس تک انتظار کرے۔" (صحیح بخاری الطلاق باب نمبر 23

"(کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے ادھار لونڈی خریدی پھر لونڈی کا مالک ہوگیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ایک برس انتظار کیا۔ (صحیح بخاری الطلاق باب نمبر 22

امام بخاری رحمة اللہ علیہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اور موجودہ ظروف احوال کے مطابق یہ موقف قرین قیاس بھی ہے۔ اب چونکہ زرائع مواصلات اور میڈیا اتنا وسیع اور مستحکم ہوچکا ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں ایک برس کا انتظار بظاہر کافی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اس دور کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جس میں آج کی طرح معلومات عامہ اور شعبہ مواصلات یعنی اخبار ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ موجودہ دور کی فراہم کردہ اطلاعی سہولتیں ہرگز میسر نہ تھیں۔ لہذا اب اس دور میں ایک سال کا انتظار کافی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ پرانا فتویٰ تو اپنی جگہ جمہور علمائے اسلام اور مقتیان کرام کے نزدیک بہر حال دائر اور رائج چلا آرہا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 398